عالم کفر کی عالم اسلام سے کشاکش کے چند فکر انگیز پہلو

محمد نعمان فاروقی

جب ہم عالمی سطح پر کفار کی پالیسیوں، اقدامات اور مسلمانوں کی صورتحال کا جائزہ لیتے ہیں تو کچھ نتائج نکھر کر ہمارے سامنے آتے ہیں، جو یہ ہیں:

① دنیا کے کسی بھی خطے میں شورشوں، اندرونی خلفشاروں اور دہشت گردیوں کا تسلسل ہے تو وہ بلادِ اسلامیہ ہی ہیں۔ بلادِ غیر میں آپ کو ایسا کوئی تسلسل نظر نہیں آئے گا۔ ایک آدھ واقعہ ہو جانا اور بات ہے۔

② عالمی سطح پر کوئی بھی قانون بنے یا کوئی بھی اتحاد وجود میں آئے تو اس سے فائدہ ہمیشہ کفار کو ملتا ہے اور نقصان ہمیشہ مسلمانوں کا ہوتا ہے۔

③ مسلمان ہوں یا محض اسلام کے دعویدار لیکن مسلمان ہی ایک دوسرے کے خلاف برسرپیکار ہیں۔

④ عالم کفر کے سرغنے ضرورت پڑنے پر سب کچھ کرنے کو تیار ہو جاتے ہیں اور ضرورت پوری ہونے پر آنکھیں پھیر لیتے ہیں۔

⑤ بلادِ اسلامیہ عالم کفر کی مختلف پالیسیوں کی وجہ سے مشکلات میں گھرے ہوئے ہیں، اس کے باوجود اگر سماجی طاقتیں کسی نئے اسلامی ملک کو 'اُلّو' بنانا چاہتے ہیں تو وہ ملک فوراً تیار ہو جاتا ہے، حالانکہ عالمی سماجی طاقتیں ایک خیر خواہ کے روپ ہی میں کسی ملک میں داخل ہوتی ہیں۔ مگر نشانہ بننے والا ہر اسلامی ملک اپنے ہی تجربات کرنا چاہتا ہے۔

⑥ عالم کفر کی بلاد اسلامیہ میں پالیسیاں مختلف ہیں مگر ہدف ایک ہے، طریقہ ہائے واردات مختلف ہیں جبکہ مقصد ایک ہے۔

⑦ مسلمانوں کا باہمی اتحاد اپنے اپنے مفادات کے دائرے تک محدود نظر آتا ہے اور محض ایک علامتی اتحاد ہوتا ہے جو عموماً وقت کے ساتھ ساتھ کالعدم ہوتا دکھائی دیتا ہے۔

⑧ عالم کفر ہمیشہ بلاد اسلامیہ کو ہر میدان میں کمزور کرنے کی کوشش میں رہتا ہے۔ خواہ وہ معاشی میدان ہو، سیاسی میدان ہو، تعلیمی میدان ہو یا تہذیبی میدان۔

⑨ عالم کفر بلادِ اسلامیہ کے وسائل کو اپنے حق میں استعمال بھی کرتا ہے اور بلادِ اسلامیہ کے ذاتی وسائل کو خود ان کے حق میں صحیح معنوں میں استعمال بھی نہیں ہونے دیتا۔

⑩ عالم کفر کے پاس عالم اسلام کو باہمی طور پر محاذ آرا کرنے کا سب سے اہم قضیہ شیعہ / سنی قضیہ ہے، اگرچہ اس کے علاوہ بھی خود کاشتہ پودے موجود ہیں جن کی وہ کاشت کے دن سے مسلسل آبیاری کر رہا ہے۔ وہ جب چاہتا ہے، ان سے خوب فائدہ اٹھاتا ہے۔

⑪ عالم کفر کا مغرب اور مشرق کے مابین عَدل سے ہٹ کر ہمیشہ دوہرا معیار رہا ہے۔

⑫ عالم کفر اگر کسی اسلامی ملک کا تعاون کرتا ہے تو کسی بھی صورت میں اس کی قیمت ضرور وصول کرتا ہے۔

ان مذکورہ ۱۲/ نتائج کو سامنے رکھ کر ہی زیر نظر تحریر کو سمجھا جاسکتا ہے۔ ہاں ان نتائج کا تجزیہ کسی بھی سطح پر کیا جاسکتا ہے۔ یہ تو ممکن ہے کہ کسی تناسب سے ان میں کوئی کمی بیشی ہو مگر انھیں سرے سے تسلیم نہ کرنا مسلمہ حقائق کو جھٹلانے کے مترادف ہے۔

اب ہم مذکورہ ترتیب کے مطابق تحقیقی لیبارٹری کے ذریعے ان حقائق کا 'ٹیسٹ' لیتے ہیں۔

① پہلی حقیقت یہ ہے کہ دنیا کے کسی بھی خطے میں جہاں کہیں بھی شورشوں کا تسلسل ہے تو وہ بلادِ اسلامیہ ہی ہیں۔ اگر وہ علاقے مسلمانوں کے نہیں تو کم از کم وہاں کے مسلمان باسی نشانہ ضرور ہیں۔ جیسا کہ مقبوضہ کشمیر، مقبوضہ فلسطین، برما اور چین کے مختلف علاقوں میں مسلمانوں کی حالتِ زار ہے اور بھارت میں مسلمانوں پر مظالم ہیں۔ ان میں سے کئی تو نئے محاذ کھولے گئے ہیں مگر زیادہ تر محاذ عرصۂ دراز سے سرگرم ہیں اور انھیں عالم کفر کسی بھی صورت حل کرنا نہیں چاہتا بلکہ انھیں طول دینے ہی میں عالم کفر کا فائدہ ہے۔ بلادِ اسلامیہ میں شورشوں کا تسلسل بتارہا ہے کہ ان کا ذمہ دار عالم کفر ہے۔ جیسا کہ مسئلہ کشمیر ہو یا مسئلہ فلسطین، دنیا کے ان دو سب سے بڑے جھگڑوں کو برطانیہ نے جان بوجھ کر غلط تقسیم کر کے اُلجھایا اور مسلمانوں کو مشکلات کی بھٹی میں جھونک دیا۔ 'لڑاؤ اور حکومت کرو' عالم کفر کی پالیسی کا حصہ ہے۔

② دوسری حقیقت کو دیکھیں تو اس کی حالیہ دلیل یہ ہے کہ کل بھوشن یادو بھارت کا خطرناک حاضر سروس اہلکار ہے اور وہ پاکستان کے خلاف مختلف خطرناک ترین سرگرمیوں میں ملوث ہونے کا اقراری مجرم ہے مگر عالمی عدالت میں اس کی سزا کو کالعدم قرار دیا گیا ہے۔ جبکہ عالم کفر کے مطلوب افراد دنیا کے کسی خطے میں ہوں تو انھیں ماورائے عدالت بھی قتل کر دیا جاتا ہے۔ بھارت آبی جارحیت کر رہا ہے، بھارت اسلحے کا ڈھیر بن رہا ہے مگر اس کا ایکشن نہیں لیا جارہا۔

اقوام متحدہ کبھی بھی مسلمانوں کے کام نہیں آئی اور کفار کے فائدے سے کبھی چُوکی نہیں۔ یہ اقوامِ متحدہ ہی کی پابندیاں ہیں جس کی وجہ سے پاکستان کے انتہائی دشمن سیاسی گروہ سیاسی پناہ گزینوں کی حیثیت سے مکمل تحفظ میں ہیں، حالانکہ پاکستان کو انتہائی مطلوب ہیں۔ جبکہ پاکستان کے ہمدرد پابندِ سلاسل ہیں۔ کون نہیں جانتا کہ مسئلہ کشمیر اقوام متحدہ کی قراردادوں پر عمل درآمد نہ ہونے کی وجہ سے کئی دہائیوں سے چلا آرہا ہے۔

③ تیسری حقیقت کا ثبوت یہ ہے کہ دنیا میں جہاں کہیں بھی اندرونی خلفشار ہے تو زیادہ تر ایک دوسرے کے مدمقابل مسلمان ہی ہیں۔ سعودی عرب کو دیکھ لیں، اس کے موجودہ دشمن اسرائیل یا امریکہ نہیں بلکہ ایران، داعش یا القاعدہ ہیں۔ جیسا کہ داعش، القاعدہ اور ایران کا ہدف امریکہ، بھارت اور اسرائیل نہیں بلکہ پاکستان، سعودیہ اور دیگر اسلامی ممالک ہیں۔ ہمارا ملک جو بری طرح دہشت گردی کا نشانہ رہا ہے، کیا یہ بات درست نہیں کہ مارنے والے بھی کلمہ گو اور مرنے والے بھی کلمہ گو تھے۔ آخر ان دہشت گردوں اور فسادیوں کا ہدف بلادِ اسلامیہ ہی کیوں ہیں؟ یہ صورتحال بتاتی ہے کہ کہیں تو حکمت عملی کی غلطی ہے یا غلط معلومات اور سازشوں کے ذریعے مسلمانوں کو ایک دوسرے کے خلاف برسرپیکار کر دیا جاتا ہے۔ کیا آپ یہ نہیں جانتے کہ طالبان کے خلاف امریکہ چڑھ دوڑا تھا مگر قطر میں طالبان کا دفتر کھولنے کا حمایت کنندہ بھی وہی تھا اور پاکستان کے سیکولر اور امریکہ نواز طبقے سے پاکستان میں بھی طالبان کا دفتر کھولنے کی حمایت کروائی گئی تھی۔

یہ بھی تلخ حقیقت ہے کہ عالم کفر نام تو القاعدہ اور داعش کو کچلنے کا لیتا ہے مگر ہمیشہ نہتے مسلمان حتیٰ کہ سکول، مدارس، ہسپتال اور عام آبادیاں ہی نشانہ بنتی ہیں۔

دونوں طرف سے مسلمان برسرپیکار ہوں تو عالم کفر کو کئی فوائد حاصل ہوتے ہیں۔ ایک تو مسلمان ایک دوسرے کے خلاف استعمال ہو کر باہمی دشمنی پروان چڑھاتے ہیں اور یہ دشمنی سالہا سال پر محیط ہوتی ہے۔ وہ دبی رہے تو ایک چنگاری ہوتی ہے جو ذرا سی گرمائش سے شعلہ بن کر بھڑک اٹھتی ہے۔

دوسرے یہ کہ مسلمان ممالک باہمی تصادم کے اصل مجرموں ہی کو اپنا نجات دہندہ سمجھ کر ان کو پروٹوکول بھی دیتے ہیں اور فیصل بھی سمجھتے ہیں۔ جیسے حال ہی میں سعودی عرب نے ٹرمپ کو دعوت دے کر، اسے از حد عزت دے کر بہت سے سنگین سوالات پیدا کر دیے ہیں۔ کیا یہ اُن سے عزت کو متلاشی ہیں؟ کیا یہ اعزازی شیلڈیں اور تمغے مسلم حکمرانوں سے اُٹھائے نہیں جاتے یا ان کی گردنوں میں پورے نہیں آتے۔ پہلے مودی سرکار کو شیلڈیں اور اب ٹرمپ کو یہ اعزازات آخر کیوں؟ دراصل عالم کفر خود ہی میڈیا اور کارروائیوں کے ذریعے دشمن کا تعین کرتا ہے، پھر اس سے نجات دلانے کی پیشکش ہوتی ہے۔

نبی کریم ﷺ نے تو یہ معیار قائم کیا تھا کہ غیر مسلم بھی اپنے تنازع اور فیصلے آپ کی عدالت میں لاتے تھے۔ مگر اب اسی سرزمین پر محض اپنے نامزد کردہ دشمن پر دھاک بٹھانے کے لیے اور کچھ لفظ اُگلوانے کے لیے عالم کفر کی ایسی چاکری!!... شاید روشن اسلامی تاریخ میں اس کی مثال نہ مل پائے۔

یہاں سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کا وہ تاریخی جملہ بڑی اہمیت کا حامل ہے۔ جب وہ شام جا رہے تھے، سیدنا ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ بھی ساتھ تھے۔ کیچڑ والی زمین آئی تو سیدنا عمر رضی اللہ عنہ اونٹنی سے اترے، اپنے جوتے اُتارے، اپنے کندھے پر رکھے اور اونٹنی کی مہار پکڑ کر اس کیچڑ والی زمین سے گزرنے لگے۔ سیدنا ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ عرض کرتے ہیں: امیر المؤمنین! آپ نے یہ کیا صورت اختیار کر رکھی ہے کہ جوتے آپ کے کندھوں پر، اونٹنی کی

مہار تھامے ہوئے اور کیچڑ سے گزرتے ہوئے!! مجھے تو نہیں لگتا کہ یہاں کے باسی آپ کو عزت و وقار دیں گے۔
سیدنا عمر رضی اللہ عنہ چونک کر بولے: اوہو! کسی اور نے یہ بات کہی ہوتی تو میں اسے اُمتِ محمدیہ ﷺ کے لیے نشانِ عبرت بناتا: «إِنَّا كُنَّا أَذَلَّ قَوْمٍ فَأَعَزَّنَا اللهُ بِالإِسْلَامِ فَمَهْمَا نَطْلُبُ الْعِزَّ بِغَيْرِ مَا أَعَزَّنَا اللهُ أَذَلَّنَا اللهُ» ''بے شک ہم بے توقیر لوگ تھے پھر اللہ تعالیٰ نے اسلام کے باعث ہمیں عزت سے سرفراز کیا۔ تو جب بھی ہم اس ذریعے کو چھوڑ کر جس سے اللہ نے ہمیں عزت دی کسی اور راستے سے عزت چاہیں گے تو اللہ تعالیٰ ہمیں رسوا کر دے گا۔'' (المستدرك للحاكم: كتاب الإيمان، رقم ٢٠٧)

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے جو عزت پائی، عالم اسلام آج بھی بجا طور پر نازاں ہے لیکن اُنھوں نے اغیار کو تمغے بانٹ کر نہیں، اسلام سے وابستہ رہ کر عزت اور وقار حاصل کیا تھا۔

عالم کفر کو مسلمانوں کے باہمی تصادم سے ایک بڑا فائدہ یہ حاصل ہوتا ہے کہ مسلمانوں کی توجہ اپنے حقیقی دشمن کے بجائے اپنے عارضی کھڑے کیے ہوئے دشمن کی طرف ہو جاتی ہے اور اگر وہ دشمن نہ بھی ہو تو انھیں دشمن بنا لیا جاتا ہے۔ جیسا کہ دشمن نے پاکستان پر وار کیا اور پاکستان سے محبت کرنے والے، پاکستان کے محافظ سرحدی لوگوں پر ایسی آتش و آہن برسائی گئی کہ وہ خود سے پاکستان کے اندرونی دشمن بن گئے، ان میں سے کئی ایک باقاعدہ طور پر دشمن کا آلہ کار بن گئے جیسا کہ کچھ ماہ قبل ہتھیار پھینکنے والے حزب الاحرار کے کمانڈر نے چشم کشا اعترافات کیے تھے۔

مسلمانوں کی باہمی مسلح کشاکش کا عالم کفر کو ایک فائدہ یہ بھی ہوتا ہے کہ دونوں طرف سے تعلق رکھنے والے ممالک اسلحہ کافروں سے خریدتے ہیں اور یہ کوئی معمولی نوعیت کے معاہدے نہیں۔ ٹرمپ کے آخری دورے میں امریکہ اور سعودی عرب کی ڈیل کا تخمینہ بقول ٹرمپ ۳۵۰ بلین ڈالرز سے زیادہ ہے۔ یہ کہا جا سکتا ہے کہ یہ اسلحہ کافر دشمن کے خلاف استعمال ہوگا۔ اللہ تعالیٰ تو ہر چیز پر قادر ہے مگر اس معاہدے کے اگلے ہی روز دشمن کا تعین بھی کر دیا گیا۔ ہمیں یہ اعتراف ہے کہ ایران سے کبھی عالم اسلام کو خیر نہیں پہنچی، الٹا نقصان ہی پہنچا ہے مگر اس کے لیے عالم کفر کو سر پر چڑھانے کی کیا ضرورت ہے؟

قرآن مجید نے مسلمان گروہوں کے مابین صلح کا جو ضابطہ مقرر فرمایا ہے کیا وہ کافی نہیں؟ حرم میں زائرین کی خدمت کا اہتمام بہت قابل قدر ہے مگر قرآن مجید کے اُصولوں کو تھامنا اس سے بھی زیادہ ضروری اور اہم ہے۔ اور اس موقع پر صلح کا ضابطہ یہ ہے:

﴿وَ اِنۡ طَآئِفَتٰنِ مِنَ الۡمُؤۡمِنِیۡنَ اقۡتَتَلُوۡا فَاَصۡلِحُوۡا بَیۡنَهُمَا ۚ فَاِنۡۢ بَغَتۡ اِحۡدٰىهُمَا عَلَی الۡاُخۡرٰی فَقَاتِلُوا الَّتِیۡ تَبۡغِیۡ حَتّٰی تَفِیۡٓءَ اِلٰۤی اَمۡرِ اللّٰهِ ۚ فَاِنۡ فَآءَتۡ فَاَصۡلِحُوۡا بَیۡنَهُمَا بِالۡعَدۡلِ وَ اَقۡسِطُوۡا ؕ اِنَّ اللّٰهَ یُحِبُّ الۡمُقۡسِطِیۡنَ ۝﴾ (الحجرات:۹)

''اگر مومنوں کی دو جماعتیں آپس میں لڑ پڑیں تو ان دونوں کے درمیان صلح کراؤ تو اگر ان دونوں

میں سے ایک دوسری جماعت پر بغاوت اور سرکشی کرے تو تم اس کے خلاف برسرپیکار ہو جاؤ جو سرکشی کر رہی ہے، یہاں تک کہ وہ اللہ کے حکم کی طرف لوٹ آئے۔ تو اگر وہ لوٹ آئے تو دونوں جماعتوں کے درمیان عدل سے صلح کراؤ۔ بے شک اللہ عدل کرنے والوں کو محبوب رکھتا ہے۔"

یہ آیت بتاتی ہے کہ مسلمانوں کے دو گروہوں میں لڑائی ہو جائے تو کفار کی مدد لینے کی بجائے تیسرے مسلمان گروہ کو ان کے مابین صلح کروانی چاہیے۔ اور تیسرے گروہ کو شریعت کے مطابق عدل پر کاربند رہتے ہوئے باغی گروہ کو اللہ کے حکم پر لانے کی جدوجہد کرنی چاہیے۔ یہ آیت باغی اور سرکش گروہوں سے صلح کا حکم دے رہی ہے۔ اس نوعیت کی صلح یا مذاکرات اسی اُسلوب میں کامیاب ہو سکتے ہیں۔ صلح پر آمادہ کرنے کا حکم حتیٰ کہ اس کے لیے قتال کا جواز مسلمانوں کو دیا جا رہا ہے۔ کیا آپ سمجھتے ہیں کہ امریکہ جیسا مفاد پرست ملک اور اس کا متعصّب ترین سربراہ مسلمانوں کا کسی صورت خیر خواہ ہو سکتا ہے؟ یا ان کے مابین صلح کرانے کا آرزومند!! قرآن مجید نے تو ان یہود و نصاریٰ سے دوستی کرنے سے روکا ہے جن کی دشمنی چھپی ہوئی تھی اور کبھی ان کے منہ سے کوئی بات نکل جاتی تھی، وہ تو ایسے چھوٹے اور گمنام دشمن تھے کہ قرآن مجید نے ان کا نام تک ذکر نہیں کیا اور ہمیں اپنا خیر خواہ وہ نظر آ رہا ہے جس نے ووٹ کی بھیک مانگنے کا جو کشکول تیار کیا تھا، وہ اُمتِ مسلمہ کے گوشت اور خون اور ان کی مقدس سرزمین کی خاک کے آمیزے سے تیار کیا تھا۔ امریکہ کی تاریخ میں ایسے متعصّبانہ انداز کی انتخابی مہمیں کم ہی چلی ہیں۔ ٹرمپ کی جیت نے تو امریکہ اور مغرب کا متعصّب چہرہ بالکل واضح کر دیا تھا۔

کیا موجودہ سعودی عرب میں انصار رضی اللہ عنہم کی نسل میں سے کوئی بھی رجل رشید باقی نہیں بچا جو کارپردازانِ حکومت کو بتائے کہ یہ تو وہ مکار دشمن ہے جو حالتِ کفر میں بھی ہمارے بڑوں کو باہم لڑا کر دونوں کو اُدھار اسلحہ فروخت کرتے تھے۔ اس طرح انھیں لڑا لڑا کر ختم اور بھسم بھی کرتے رہے اور قرضے پر سود لے کر انھیں معاشی طور پر تباہ کر کے اس وقت کے یثرب پر اپنا مزعومہ تسلط بھی قائم کیے رکھا۔ اب مسلمانوں کو وہ کیونکر چھوڑیں گے؟

یہ صرف سعودی عرب کا نہیں، پوری اُمتِ مسلمہ کا جرم ہے کہ وہ دیکھ رہے ہیں کہ ایران ایک عرصے سے اُمتِ مسلمہ کے جسد میں چھرا گھونپے ہوئے ہے، کبھی پاکستان کو دھمکیاں اور فرقہ واریت کو ہوا، کبھی یمن کے باغی حوثیوں کا تعاون، کبھی یمن میں خلفشار، کبھی شام میں بشار الاسد کی فورسز کا پشتی بان اور شانہ بشانہ، کبھی لبنان میں حسن نصر اللہ کو سپورٹ، دوسری طرف پاکستان کے دشمن بھارت سے معاہدے اور گوادر کے مقابلے میں چاہ بہار..... تو آخر اُمتِ مسلمہ ایران کو تمام بلادِ اسلامیہ میں ایسی دخل اندازی بلکہ بغاوت سے کیوں نہیں روکتی؟ سعودی عرب کا شکوہ ایران سے بجا ہے کہ وہ اپنے شیعہ انقلاب کو مسلم ممالک میں پروان چڑھانے اور ان میں دخل اندازی کرنے سے باز آ جائے۔ یہی مشرقِ وسطیٰ میں حالیہ اختلافات کی بنیاد ہے۔

ایران کو سعودی عرب سے ایسا شکوہ کیوں نہیں کہ سعودی عرب اس کے اندرونی معاملات میں دخل اندازی کرتا ہے؟ گویا شیعہ سنّی اختلافات میں زیادتی ایران کی طرف سے ہورہی ہے اور اس سے عالم کفر فائدہ اُٹھارہا ہے۔ ایران کا یہی توسیع پسندانہ اور دخل اندازی کا رویہ دیگر ممالک کے ساتھ بھی ہے۔ جیسا کہ ایران سے یہ کیوں نہیں پوچھا جاتا کہ کل بھوشن ایران کے راستے کیوں پاکستان داخل ہوا۔ اُمت کو چاہیے کہ وہ اپنے مسائل خود حل کرے۔ حتی کہ ٹرمپ کا بھی بظاہر یہی پیغام ہے کہ امت اپنے مسائل خود ہی حل کرے اور جو ممالک قائدانہ صلاحیت رکھتے ہیں انھیں آگے بڑھ کر کردار ادا کرنا اور دشمن کے عزائم کو خاک میں ملانا چاہیے۔

اسی طرح عالم کفر کو مسلمانوں کے باہمی تصادم سے ایک بڑا فائدہ اپنے معاشی استحکام کی صورت میں ملتا ہے۔ کیونکہ جب بلادِ اسلامیہ میں خلفشار ہوتی ہے تو سرمایہ کاروں کو اپنے ممالک کی صورتِ حال غیر یقینی نظر آتی ہے اس لیے وہ خود بھی بلادِ غیر کے ویزے لے کر وہاں جاتے ہیں اور سرمایہ کاری بھی وہیں کرتے ہیں حتیٰ کہ اپنے اثاثے بھی بلادِ کفر کے بینکوں میں رکھتے ہیں۔ یہ ایک حقیقت ہے کہ عالم عرب اگر بلادِ غیر کے بینکوں سے اثاثے واپس لے لے تو ان کی معیشت تباہ ہو جائے مگر عالم کفر میڈیا کے سہارے بلادِ اسلامیہ کی کچھ ایسی منظر کشی کرتا ہے جو حقیقت سے بعید ہوتی ہے تاکہ وہاں کے باسی مزید بے یقینی کی کیفیت میں مبتلا ہو کر بلادِ غیر کے در پر جھکیں اور اسے اپنی پناہ گاہ سمجھیں۔ کوئی انگریزی رَٹ رہا ہو اور کوئی چینی زبان۔

④ چوتھی حقیقت یہ ہے کہ عالم کفر ضرورت پڑنے پر بہت کچھ کرنے کو تیار ہو جاتا ہے۔ جیسا کہ ٹرمپ نے اُمّتِ مسلمہ کی بھرپور مخالفت کر کے جیت حاصل کی لیکن ضرورت کی خاطر اس نے اپنے پہلے دورے کا آغاز ہی سعودی عرب سے کیا، اگرچہ اختتام ویٹی کن پر کیا۔ جب امریکہ کو پاکستان سے مفاد تھا تو کبھی ایڈ آرہی ہے، میڈیا پر امریکی تذکرہ چھایا ہوا ہے، داد و تحسین دی جارہی ہے۔ ان دنوں تو ایسے محسوس ہوتا تھا کہ امریکہ اور پاکستان یک جان دو قالب ہیں مگر جب مفاد وابستہ نہ رہا تو ٹرمپ نے پاکستان کی دہشت گردی کے خلاف قربانیوں کا تذکرہ تک نہ کیا۔ چلیں ہمارا دیرینہ دوست اور میزبان ملک ہی پاکستان کا نام لے لیتا مگر افسوس ایسا بھی نہ ہوسکا۔ بھلا ایسے اتحاد جو اپنے آغاز ہی میں ڈولتی کشتی کی طرح عدم توازن کا شکار ہوں وہ کیا نتائج لا سکتے ہیں!! اگر سعودی عرب نے بہت سے مواقع پر پاکستان کا ساتھ دیا ہے تو پاکستان نے بھی بہت سی قربانیاں دی ہیں اور اب بھی دے رہا ہے۔

⑤ پانچویں حقیقت یہ ہے کہ عالم کفر اُبھرتے ہوئے اور ترقی کی راہ پر گامزن اسلامی ممالک کو ضرور ہدف بناتا ہے تاکہ دوسرے اسلامی ممالک بھی خبردار ہو جائیں۔ جیسے اس نے پاکستان کو ہدف بنایا اور پاکستان کا اس قدر نقصان کیا کہ کوئی دشمن بھی شاید دشمنی کے روپ میں اتنا نقصان نہ کرسکے جس قدر امریکہ نے دوستی کے روپ میں کر دیا۔ اب تو یہ نوشتہ دیوار بن چکا ہے کہ امریکہ کی دشمنی اتنا نقصان نہیں کرتی جس قدر نقصان دہ اس کی دوستی ہے۔

مصر میں منتخب صدر مرسی کی اسلام پسند منتخب حکومت کا تختہ اُلٹا۔ اخوانیوں کو سعودی عرب اور سعودی عرب کو اخوانیوں کا دشمن باور کرا کے مصر اور سعودی عرب کے حالات کشیدہ کیے، پاکستان اور افغانستان جنھوں نے کبھی سرحد پر پہرہ اور آمد ورفت کے لیے قانونی چارہ جوئی کا سوچا بھی نہ تھا۔ ایک دوسرے ممالک میں آنے جانے والے لوگ ایسے آتے جاتے تھے جیسے 'خالہ کے گھر' جایا جاتا ہے لیکن اب یہاں بھی کشیدگی بڑھنے لگی ہے اور فوج کو مداخلت کرنا پڑتی ہے۔ دونوں اسلامی ممالک کی سرحدوں پر تیار تازہ دم فوج اور فوج کی باقاعدہ مشغولیت، امریکہ کی دوستی ہی کا نتیجہ ہے۔

لیکن مقام افسوس یہ ہے کہ ان تمام زمینی حقائق کے باوجود اگر امریکہ کسی اور روپ میں آکر کسی اسلامی ملک سے کسی قسم کا تعاون چاہتا ہے تو وہ فوراً تیار ہو جاتا ہے، وہ یہ بھی نہیں دیکھتا کہ اس کی خونخوار تاریخ کیا بتا رہی ہے؟ بلکہ وہ خود سے تجربات کر کے ان کی قیمت دینا چاہتا ہے۔

⑥ چھٹی حقیقت یہ ہے کہ شیطان کی طرح عالمی طاقتیں بھی ہر ایک اسلامی ملک سے، اسی کے روپ میں ملتی ہیں۔ وہ پہلے بلادِ اسلامیہ کی کمزوریوں کو بھانپتے ہیں، ان کے مسائل جانتے ہیں اور پھر ان سے تعاون کی آڑ میں دخل اندازی کرتے اور اپنے مذموم مقاصد حاصل کرتے ہیں۔ پھر یہ بات بھی ہے کہ وہ بلاد اسلامیہ میں کسی نہ کسی صورت میں اپنے 'بریف کیس ہم نوا' بنا کر رکھتی ہیں۔ مثلاً اگر کسی ملک کا حکمران امریکہ مخالف ہو گا تو وہاں کا اپوزیشن لیڈر اس کا ہم نوا ہو گا، یہ دونوں اگر کام نہ آسکیں تو پھر فوج کا سربراہ ان کا ہم نوا ہو گا۔ اگر ایسا بھی نہ ہو سکے تو اس ملک کا بڑا روحانی پیشوا ان کا معاون ہو گا، یعنی وہ ہر اسلامی ملک سے ایک طرح سے نہیں کھیلتے اور ایک ہی پتہ نہیں کھیلتے۔ ہر ملک کو کمزور کرنے کا طریقہ مختلف ہے۔ کیا آپ جانتے نہیں کہ مشرقِ وسطی کے ممالک کو کمزور کرنے کے لیے پچھلے سالوں میں کیسی لہر اٹھی تھی؟ کیا وہاں کے باسیوں کو یک دم سے خواب آیا تھا کہ ان کے ساتھ ظلم ہو رہا ہے۔ نہیں، وہ انھی سامراجی طاقتوں کی چال تھی۔ کئی ملکوں میں ان کی چال چل گئی اور کئی ممالک بال بال بچ گئے مگر انھیں اپنی حقیقت کا کھل کر اندازہ ہو گیا۔ وہ مصر جس میں سید قطب سے لے کر صدر مرسی تک بہت سی قربانیاں دے کر حکومت حاصل ہوئی تھی، اسے ایک ہی جنرل کے ہاتھوں تہس نہس کر دیا گیا۔ علاوہ ازیں حال ہی میں ترکی کے مذہبی پیشوا فتح اللہ گولن کے ذریعے وہاں کے حالات ابتر کرنے کی بھرپور کوشش کی گئی۔ خلافت سے اختلاف تو عالم کفر کی گھٹی میں پڑا ہے مگر ان کی اپنی نوزائیدہ جمہوریت کے علم بردار جب جمہوریت کے نتائج نہ دے سکیں تو وہ اس جمہوریت کو بھی پنپنے نہیں دیتے۔

⑦ ساتویں حقیقت یہ ہے کہ مسلمان جب بھی کوئی اتحاد بناتے ہیں تو اس اتحاد کے پروان چڑھنے سے پہلے ہی تمام اتحادی اپنے اپنے مفادات تلاش کرتے ہیں۔ مثلاً مسلم ممالک کے حالیہ اتحاد کے میزبان ملک نے یہ اتحاد کیا اُمت کی بہتری کے لیے ترتیب دیا ہے؟ تو وہ تو کسی طور نظر نہیں آئی۔ البتہ اس اتحاد کو اپنے مفادات تک محدود رکھنے کا عندیہ ضرور ظاہر ہوا ہے۔ جب وسائل سے مالا مال اُمت کے ایک اہم ترین ملک کا یہ عالم ہے

تو دوسروں کے رہینِ منت ممالک کا اندازہ خود کر لیجیے۔ ایران کو اپنے مفادات عزیز ہیں اور پاکستان سعودی عرب کا ساتھ اس لیے کھل کر نہیں دیتا کہ حکمران جماعت کا ووٹ بینک خراب ہوتا ہے۔ غرض یہ کہ ہر اسلامی ملک اپنے اپنے دائرہ میں محبوس ہے، جبکہ کفار اپنے ذاتی مفادات کو پیچھے رکھ کر اُمت کے خلاف یک جان اور مسلمانوں کو نقصان پہنچانے کے ایجنڈے پر سب متفق ہیں۔ قرآن مجید نے اسی لیے کہا:

﴿ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا بَعْضُهُمْ اَوْلِيَآءُ بَعْضٍ ؕ اِلَّا تَفْعَلُوْهُ تَكُنْ فِتْنَةٌ فِي الْاَرْضِ وَفَسَادٌ كَبِيْرٌ ۝ ﴾

''اور کافر ایک دوسرے کے دوست ہیں۔ اگر تم نے ایسا نہ کیا تو (تمہاری) سرزمین میں فتنہ اور بڑا فساد برپا ہو گا۔'' (الانفال ۷۳)

بلادِ کفار کی چالیں بلادِ اسلامیہ میں کامیاب بھی اسی لیے ہوتی ہیں کہ انھیں یہاں سے مفاد پرست اور خیر خواہ مل جاتے ہیں۔ اور مسلمانوں کا باہمی تعلق اس قدر کمزور ہے کہ وہ ایک دوسرے کے تحفظ اور دفاع کے لیے کام ہی نہیں آتا۔

⑧ آٹھویں حقیقت یہ ہے کہ عالم کفر نے ہر محاذ پر اسلامی ممالک کو کمزور کرنے کی کوشش کی ہے۔ اگر کسی نے کوئی تعاون بھی کیا ہے تو اپنے مفاد کے لیے، قرض دیا ہے تو سود پر اور اپنا ماتحت بنانے کے لیے، جبکہ قرض لے لے کر ترقی حقیقی ترقی نہیں ہو سکتی۔

سی پیک CPAC منصوبے کا بڑا چرچا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کے اثرات سے قوم کو نوازے۔ وہ شر سے خیر پیدا کرنے پر قادر ہے لیکن اس کی آڑ میں جو اخلاقی تبدیلیاں اور چین پر اعتماد بڑھ رہا ہے، وہ بھی پاکستانی قوم کے لیے خوش آئند نہیں۔ ہمیں سوے ظن نہیں لیکن یہ منصوبہ بھی اس لیے تیزی سے جاری ہے کہ اس سے چین کا مفاد وابستہ ہے۔ مطلب یہ کہ پاکستان سے زیادہ چین کے لیے سود مند ہے۔ قرآن مجید نے ﴿ لَا تَتَّخِذُوْا بِطَانَةً مِّنْ دُوْنِكُمْ لَا يَاْلُوْنَكُمْ خَبَالًا ﴾ ''اپنے علاوہ کسی کو بھی اپنا راز دار نہ بناؤ، وہ تمھیں خراب کرنے میں کمی نہیں چھوڑیں گے۔'' فرما کر ہر قسم کے کفار کے عزائم کو واضح اور انہیں ایک ہی صف میں کھڑا کر دیا ہے۔ اب ہم ان احکامات کے ہوتے ہوئے بھی اپنے پاؤں پر کلہاڑی ماریں تو یہ سب اپنا کیا دھرا ہے۔

⑨ نویں حقیقت آٹھویں سے ملتی جلتی ہے کہ عالم کفر امت مسلمہ کے وسائل استعمال کرتا بلکہ نچوڑتا ہے۔ جن ممالک میں وسائل موجود ہیں، ان سے اتنا فائدہ متعلقہ اسلامی ممالک نہیں اُٹھاتے جتنا فائدہ بلادِ غیر اُٹھاتے ہیں۔ پاکستان جیسی سرزمین میں اہم ترین وسائل کو لوٹ کر خود زیادہ فائدہ اُٹھاتے اور کمر میں چھرا بھی گھونپتے ہیں۔ وقت کی اہم ترین ضرورت پٹرول اور ڈیزل کو دیکھ لیجیے، سعودی عرب کی معیشت نے بری طرح کروٹ لی، ہمیں نہیں معلوم کہ کسی ملک کی معیشت کو ایسا دھچکا لگا ہو کہ وہاں کے ملازمین کی تنخواہیں پہلے دی جانے والی تنخواہوں سے کم کر کے ایک تہائی یا نصف کر دی گئی ہوں۔ اس میں کردار بھی امریکہ کا ہے جس نے ایران سے خام تیل خرید کر عالمی منڈی میں تیل کی قیمت میں کمی کر کے سعودی عرب سے تیل لینا چھوڑا اور وہاں کی

معیشت کو کمزور کیا۔ تیل اسلامی دنیا کا اور اس کا بھاؤ مقرر کرنے والا امریکہ اس سے بڑے کمزور معاشی نظام کی دلیل کیا ہوگی۔ لیکن اسلامی ممالک پھر 'اسی عطار' کے لونڈے سے دوا لینے پر بضد ہیں۔

⑩ دسویں حقیقت شیعہ سنّی اور فرقہ وارانہ تعصّبات ہیں۔ امریکہ نے سعودیہ میں آکر ایران کے خلاف بات کی ہے۔ اس سے کئی حلقوں میں خوشی اور زیادہ حلقوں میں سنگینی بڑھی ہے کیونکہ عالم کفر کے پاس شیعہ سنی قضیہ ایک ایسا مسئلہ ہے جسے کم و بیش چودہ سو سال سے مختلف محاذوں پر امت کے خلاف استعمال کیا جارہا ہے۔ اسے جب بھی ہوا دی گئی نقصان امت ہی کا ہوا ہے۔ امت کے لیے اس سے زیادہ نقصان دہ فتنہ کوئی نہیں اور دشمن کے لیے اس سے زیادہ مناسب اور خوش کن موقع کوئی نہیں۔ اس لیے دشمنان اسلام کو خوشی مہیا کرنے کے بجائے ہمیشہ دور رس نتائج کو مد نظر رکھنا چاہیے۔ اس قضیے کو دبائے رکھنے ہی میں عافیت ہے۔ اگر ایران کی ریشہ دوانیاں سامنے رکھنی مقصود بھی ہوں تو بحیثیت ملک انھیں آشکارا کیا جائے نہ کہ بحیثیت مسلک۔

آپ نے دیکھا کہ قطر اور سعودیہ ایک دوسرے کے مدمقابل آرہے ہیں۔ اس حالیہ کارروائی کو ایران نے بلا تامل سعودیہ کی حالیہ کانفرنس کا پہلا نتیجہ قرار دیا ہے۔ ایسے لگتا ہے تھنک ٹینک نما جونکیں اُمت کے وجود سے مسلسل چمٹی ہوئی ہیں اور جہاں سے ذرا کمزور حصہ نظر آتا ہے، وہاں سے خون چوسنا شروع کر دیتی ہیں اور امت کے وجود کو بری طرح ناتواں کر رہی ہیں۔ قطر کے بارے میں یہ بھی پیش نظر رکھنا ضروری ہے کہ

بظاہر اخوت اسلامی کا دم بھرنے والے قطر میں امریکہ کا مشرق وسطی کا سب سے بڑا فوجی اڈہ موجود ہے جہاں سے جہادی تحریکوں اور مسلم عوام کے خلاف مسلسل بمباری ہوتی ہے، 'علمائے کرام کی سرپرستی کرنے والے' قطر میں اسلامی شرعی عدالتیں چند سال سے، دیگر خلیجی ممالک کے برعکس ختم کر دی گئی ہیں۔ الجزیرہ ٹی وی چینل کی ملکیت ماضی کے برعکس قطری شاہی خاندان اور یورپی شخصیات کے پاس ہے، اور اس کی پالیسیاں ماضی سے بالکل مختلف ہو چکی ہیں۔ ایک طرف امریکہ قطر کو دہشت گرد ریاست قرار دے رہا ہے تو دوسری طرف سعودی قطری اختلاف کے بعد امریکہ نے قطر سے جون کے وسط میں ایف ۱۵ جنگی طیاروں کی فروخت کا ۱۲ بلین کا معاہدہ کیا ہے۔ پھر ۱۱ جولائی کو قطر نے امریکہ سے دہشت گردی کے خلاف ایک اور مالی معاہدہ کیا ہے جسے عرب ممالک نے ناکافی قرار دیا ہے۔ لندن میں ٹیکسیوں پر لگے اشتہارات میں قطر کی حمایت میں مہم چلائی گئی۔ امریکہ کے کہنے پر قطر نے طالبان کے دفاتر کھول کر انہیں معاہدوں کے لئے میز پر لانے کی کوششیں بھی کی ہیں، اس لئے قطر کی اسلامی اخوت کے ظاہری جذبات سے بھی مغالطہ نہیں کھانا چاہیئے۔

⑪ گیارہویں حقیقت یہ ہے کہ عالم کفر ہمیشہ اسلام، بلادِ اسلامیہ اور مسلمانوں کے حق میں دوہرا معیار اور متعصّبانہ رویہ رکھتا ہے۔ مثلاً کفار کے وہ دشمن، جنھیں خود کفار نے دشمن قرار دیا ہے، انھیں وہ کسی ضابطے کے بغیر فرعون کی طرح صفحۂ ہستی سے مٹا دیتے ہیں مگر پوری امت کے متفقہ مجرم، یعنی جن کے جرم میں امت کے کسی گروہ کو کوئی اختلاف نہیں وہ بلادِ غیر میں دندناتے پھرتے ہیں۔ بلکہ انھیں پناہیں دی جاتی ہیں اور یورپ فوراً

ایسے لوگوں کا خریدار بن جاتا ہے، انھیں ہاتھوں پہ اٹھاتا اور سینے سے لگاتا ہے۔ عالمی عدالت نے کل بھوشن کی پھانسی رکوائی ہے تو یہ بھی ان کے دوہرے معیار کی قلعی کھولتی ہے۔ اگر کسی ایک ملعونہ عیسائی خاتون کو سزا دینے کی بات آئے تو یورپ کیا بلادِ اسلامیہ ہی سے اس کے ہم نوا اٹھ کھڑے ہوتے ہیں، جبکہ اپنے مجرموں کو سزا دلوانے کے لیے وہ ہر قانون حتیٰ کہ ملزم کو مجرم ثابت کرنے کے دلائل کی ضرورت بھی محسوس نہیں کرتے۔ باحجاب خواتین کو یورپ میں سر عام نشانہ بنایا جاتا، تضحیک کی جاتی ہے، ہراساں کیا جاتا ہے مگر حقوقِ انسانی کے علم بردار خاموش تماشائی بنے رہتے ہیں اور مسلمانوں سے کیے ہوئے معاہدوں کو یا عالمی معاہدوں کو وہ اسی صورت قائم رکھتے یا استعمال میں لاتے ہیں جب ان کے مفادات پر زد نہ پڑتی ہو مگر جب ایسا ہوتا نظر آ رہا ہو تو وہی معاہدہ ردی کاغذ کا ایک ٹکڑا بن جاتا ہے۔

جہاں تک میڈیا پر مغرب اور مشرق کے مابین دوہرے معیار کا تعلق ہے وہ تو اس سے واضح ہوتا ہے کہ دین سے محبت کرنے والے مسلمانوں کو ایک عرصے سے انتہا پسندی اور قدامت پسندی کا طعنہ دیا جا رہا ہے مگر وہ عیسائی راہب اور راہبائیں، وہ سکھ ازم سے وابستہ لوگ جو اپنی تمام غلط سلط رسوم و رواج کو کسی صورت نہیں چھوڑتے، انھیں کوئی یہ طعنہ نہیں دیتا۔ ٹرمپ کی بیوی سعودی عرب آکر مسلم خواتین کا سا لباس نہیں اوڑھتی مگر ویٹی کن جا کر راہبہ کا روپ دھار لیتی ہے۔

⑫ بارہویں حقیقت یہ ہے کہ عالم کفر جب بھی کسی اسلامی ملک کو ایڈ بطورِ قرضہ دیتا ہے تو وہ ان کی پارلیمنٹ میں باقاعدہ منظوری کے بعد جاری ہوتا ہے۔ اس پر پوری بحث ہوتی ہے اور اپنے مفادات کا بھرپور جائزہ لیا جاتا ہے۔ مثلاً ہمارے ملک کو امریکہ نے تعلیم کے نام پر ایڈ دی تو کیا یہ معاشی ترقی اور اعلیٰ اقدار کے فروغ کے لیے دی۔ نہیں، اس نے یہ ایڈ ہمارے نصاب تعلیم میں تبدیلیاں کرنے کی شرط پر اور دین سے ناطہ کمزور کرنے کے صلے میں دی۔ اب اس سال امریکی مدد کو روک لینے کا مقصد بظاہر یہی ہے کہ پاکستان قبائلی حضرات کے خلاف جارحیت کر کے تناؤ کی فضا قائم کرے۔ ان چھوٹے فوائد کے لئے امت اپنے مقصدِ وجود ہی سے دور نکل جائے تو کس قدر بڑا نقصان ہے۔ اس وجہ سے ہم نئی نسل میں اسلام بیزاری کی لہر دیکھ رہے ہیں۔ بلادِ غیر کے وزٹ اور تعلیمی دورے کروا کر نوجوان نسل سے اسلامی اقدار کھرچی جا رہی ہیں۔

عالمی حالات کا یہ ایک مختصر ساخاکہ ہے۔ کوئی مسلم دانشور جب سوچے، کوئی صحافی رپورٹ کرے، کوئی مضمون نگار قلم اٹھائے، کوئی قانون دان قانون وضع کرے، کوئی مسلم وزیر پالیسی بنائے، کوئی پارلیمنٹ قانون کو پاس کرے اور کوئی منتظم تنقید کرے تو خدارا عالم کفر کی ان چالوں کو سامنے رکھ لیا جائے۔ اس سے عالم کفر کی بڑی واضح اور ڈراؤنی اور متعصّبانہ شکل اور ان کی زیادتیوں اور ناانصافیوں کا تسلسل سامنے آجائے گا اور امت کے خوابِ خرگوش کے مزے لوٹنے کی داستان بھی۔ اللہ تعالیٰ امت مسلمہ کو اپنا آپ پہچاننے کی توفیق نصیب فرمائے۔ آمین!